توہمات اور خیالات فاسدہ کے خول سے باہر نہیں نکل سکے ہیں۔

الحمدللہ جوں جوں اقتصادی ترقی ملتی گئی، ان میں سے اکثر رسموں نے بھاگنا شروع کیا۔ یہ سارے دھندے اپنے آپ ملیامیٹ ہورہے ہیں۔تبلیغ اسلام کی کامیابی کے بعد رقص وسرور کی محفلوں میں سازندے، گویے، ڈانسر اور تماشائی مرد ہوتے تھے۔ البتہ شوقین عورتیں مردوں سے الگ تھلگ رہ کر تماشابینی کیا کرتی تھیں اور ڈھول بجانے، رقص کرنے اور بینڈ باجا بجانے والوں کی خدمت میں تحفہ کے طور پر خوبانی گری وغیرہ لاتی تھیں۔

آج حالات نے ایسا دھارا بدلا ہے کہ فضول بیٹھ کر داستانیں سننے، تہواریں منانے اور رقص وموسیقی کے محافل سجانے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ حصول معاش کی فکر اس قدر آگے بڑھ گئی ہے، کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ میرا پیشہ اسلام کے مطابق ہے یا نہیں؟ صرف یہی دھن سوار ہے کہ معاش ملے؛ چاہے حلال طریقے سے ہو یا حرام طریقے سے۔ سیر وتفریح اور محافل وتہوار کی صورت میں نہ سہی؛ مگر ٹی وی، وی سی آر، سی ڈیز اور کمپیوٹر کے ذریعے ہر گھر کلب بنا ہوا ہے۔ غیر اسلامی میڈیا کی یلغار ہے۔ اکثر عوام سکرین پر تھرکتے عریاں بدن دیکھ کر واہ واہ میں لگے ہوئے ہیں۔

قبل از اسلام یہاں بدھ عقائد رائج تھے۔ بدھوں کے بہت سے مذہبی پیشواؤں کا یہاں آنا جانا ہوتا تھا۔ بہت سے بدھ بھکشوؤں، لاماؤں اور غیر ملکی سیاحوں نے یہاں سکونت اختیار کی۔ چین کا مشہور سیاح فاہیان بھی بلتستان میں وارد ہوا، انہوں نے اس سفر کے دوران یہاں کے بدھ خانقاہوں اور مندروں کا ذکر کیا ہے۔ ایک اور چینی سیاح سگپون ۵۷۹ء میں کافرستان، چترال اور سوات سے ہوتا ہوا وارد بلتستان ہوا۔ وہ یہاں کے عقائد کے بارے میں لکھتا ہے کہ تبت خورد میں بدھ مت کا عروج ہے، یہاں رات کے وقت بدھ خانقاہوں میں گھنٹیاں بجتی ہیں، دریائے شیوق اور سندھ کے کنارے متعدد عبادت گاہیں موجود ہیں۔ ۶۳۰ء میں ایک چینی سیاح ہیون سنگ نے بلتستان کا رخ کیا۔ اس نے دنیا کی نظروں سے چھپی ہوئی ان وادیوں کا چپہ چپہ چھان مارا۔ وہ لکھتا ہے کہ اگرچہ یہاں بدھ مت کا دور دورہ ہے؛ لیکن بدھ بھکشوا تک بھی اس امر سے عاجز ہیں کہ یہاں کے باسیوں کے دلوں اور ذہنوں سے بون عقائد کو پوری طرح ختم کریں۔

❀ ❀ ❀

عبدالرحیم روزی

شرعی پیمائش

صاع و مُدّ نبوی

صاع اور مدشرعی کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کے ارشادات عالیہ:

۱۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**لا تسبوا أصحابی فلو أن أحدكم أنفق مثل أُحُدٍ ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه**'' ''اے لوگو! میرے اصحاب کرام ؓ کو گالی مت دو، اگر تم میں سے کوئی کوہِ اُحد کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تب بھی ان کے ایک مد یا آدھا مد خرچ کرنے کے برابر ثواب حاصل نہ ہوگا۔'' [البخاری فضائل الصحابة باب قول النبی ﷺ لو كنت متخذا خليلا حديث :٣٦٧٣]

۲۔ حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**اللّٰهم بارک لهم فی مكيالهم وبارک لهم فی صاعهم ومدهم يعنی اهل المدينة**'' ''اے اللہ! ان (اہل مدینہ) کے پیمانوں، صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔'' [صحيح البخاری البيوع باب بركة صاع المدينة ومدها ح ٢١٣٠ ، كفارات باب صاع المدينة ومد النبی ﷺ وبركته وماتوارث اهل المدينة من ذلك قرناً بعد قرن ح ٦٧١٤، الاعتصام بالكتاب والسنة ح ٧٣٣١]

۳۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**الوزن وزن اهل مكة والمكيال مكيال اهل المدينة**'' [ابو داؤد بيوع باب فی قول النبی ﷺ " المكيال مكيال المدينة ح: ٣٣٤٠] ''کہ ترازو اہل مکہ کا معتبر ہے اور ماپ اہل مدینہ کا۔'' اس حدیث کی شرح میں مولانا خلیل احمد سہانپوری فرماتے ہیں کہ یہاں میزان اور مکیال سے مراد شرعی پیمانہ ہے۔ [بذل المجهود]

زکاۃ اور فطرہ میں رسول اللہ ﷺ کا حکم اور صحابہ کرام کا عمل:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام پر صدقہ فطر ایک صاع کھجور مقرر فرمایا۔'' [بخاری فرض صدقة الفطر ح ١٥٠٣ ،باب صدقة الفطر على العبيد وغيره من المسلمين ح ١٥٠٤، باب صدقة الفطر صاعاً من تمرح: ١٠٠٧، باب صدقة الفطر على الحر والمملوك ح ١٥١١ ، مسلم زكاة الفطر على المسلمين ح ٩٨٤ باب زكاة الفطر على المسلمين]

۲۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ہم صدقہ فطر ایک صاع غلہ یا ایک صاع چھوارا (خشک کھجور) یا ایک صاع جو یا ایک صاع منقی (کشمش) ادا کرتے تھے۔ [البخاری زكاة ح ١٥٠٨ ، مسلم

زکاۃ باب زکاۃ الفطر علی المسلمین]

۳۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق ؓ سے روایت ہے کہ لوگ اہل مدینہ کے مد کے مطابق صدقہ فطر نکالتے تھے۔[تحفۃ الأحوذی شرح ترمذی ۲/۶ طبع: نشر السنۃ فاروقی کتب خانہ ملتان، بحوالہ صحیح ابن خزیمہ، مستدرک حاکم]

۴۔ حضرت نافع ؒ سے روایت ہے: ''کان ابن عمر ؓ یعطی زکاۃ رمضان بمد النبی ﷺ المد الاول، وفی کفارۃ الیمین بمد النبی ﷺ'' ''حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فطر کا صدقہ رسول اللہ ﷺ کے مد کے مطابق نکالا کرتے تھے۔ یعنی اگلے زمانہ کا مد، اور قسم کے کفارے میں بھی اسی مد نبوی کے حساب سے ادا کیا کرتے تھے۔''

[صحیح البخاری کفارات باب صاع اھل المدینۃ ومد النبی ﷺ ح:۶۳۱۳]

ان احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام ؓ کے طرزِ عمل سے معلوم ہوا کہ:

۱۔ مدینہ والوں کے صاع اور مد کو نبی ﷺ کی دعائے برکت حاصل ہے۔

۲۔ مدینہ والوں کا صاع اور مد شرعی پیمانہ ہے، جس کا محل استعمال زکاۃ، فطرہ، فدیہ اور کفارہ وغیرہ ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اسی کو معیار قرار دیا ہے۔

۳۔ کسی اور علاقے کے صاع اور مد کے لیے رسول اقدس ﷺ کی دعائے برکت حاصل نہیں ہے، چاہے وہ مد نبوی سے بڑا ہو یا چھوٹا۔

۴۔ صحابہ کرام ؓ کا خود رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں اور آپ کے بعد بھی اسی پیمانہ پر عمل تھا۔ کیونکہ ان میں آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

صاع اور مد کی مقدار کا تعین:

تمام اسلامی مذاہب اور فقہائے کرام کا اس امر میں تو اتفاق پایا جاتا ہے کہ ایک صاع میں چار مد آتے ہیں اور جمہور علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ پانچ وسق میں زکاۃ واجب ہوتی ہے۔ جو کہ مساوی 300 صاع ہے۔ لیکن اختلاف اس نکتے میں ہے کہ صاع اور مد میں کتنے رطل آتے ہیں؟ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ صاع اور مد کی مقدار کیا تھی؟

۱۔ حضرت سائب بن یزید ؓ☆ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے کا صاع، موجودہ ایک مد اور اس کی تہائی

☆السائب بن یزید الکندی ؓ (عرف: ابن اخت النمر) چھوٹا صحابی ہے۔ سات سال کی عمر میں حجۃ الوداع میں شریک تھا۔ حضرت عمر ؓ نے انہیں بازارِ مدینہ کا ذمہ دار مقرر کیا تھا۔ (وفات: ۹۱ھ) (ابو محمد)

کے برابر تھا، پھر عمر بن عبدالعزیز کے دور میں اضافہ کیا گیا۔ [بخاری کفارات باب صاع المدینۃ ح:٦٧١٢]

حضرت سائب بن یزید نے جب یہ حدیث بیان کی تھی، اس وقت مد میں تین گنا اضافہ کردیا گیا تھا۔ یعنی ایک مد ۴ رطل کے برابر تھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں اگر ایک اور تہائی مد کا اضافہ کردیا جائے تو ایک صاع نبوی کے برابر ہو جاتا، جس کی مقدار 1/3 5 رطل تھی، یہ جدید اعشاری نظام کے مطابق 2 کلو 100 گرام ہے۔[مولانا عبدالستار حماد: شرح مختصر صحیح بخاری ح:٢١٥١]

پروفیسر مجتبیٰ سعیدی نے حضرت سائب بن یزید کے کلام کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ کی تشریح سے یہ نتائج اخذ کیے ہیں:

(۱) دور نبوت میں ایک مد 1/3 1 رطل کا اور صاع 1/3 5 رطل کا ہوتا تھا۔

(۲) بعدازاں مد کو 2 رطل کا بنایا گیا اور صاع 8 رطل کا بن گیا۔

(۳) اس کے بعد مزید اضافہ کر کے مد 4 رطل اور صاع 16 رطل کا بنایا گیا۔[ہفت روزہ ترجمان دہلی ۲۵ فروری ۱۹۹۴ء]

یہاں حضرت سائب بن یزید کے مطابق صاع میں تین گنا کا اضافہ عمر بن عبدالعزیزؒ کا دور میں ہوا، لیکن امیہ بن خالد کے مطابق یہ اضافہ خالد بن عبداللہ قسری اور ہشام بن عبدالملک نے کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ "لما ولی خالد القسری أضعف الصاع، فصار الصاع ستة عشر رطلا۔" [سنن ابی داؤد ایمان والنذور باب کم الصاع فی الکفارۃ ح:٣٢٨١] محمد بن محمد خلاد کہتے ہیں کہ "صاع خالد صاع هشام بن عبد الملك" یعنی خالد کا صاع بعینہ ہشام کا صاع ہے اور یہ مکوك کے نام سے معروف تھا۔[حدیث: ٣٢٨٠]

۲۔ اسحاق بن سلیمان رازیؒ اور امام مالک بن انس مدنیؒ کے مابین درج ذیل مکالمہ ہوا:

اسحاقؒ: اے ابوعبداللہ! رسول اللہ ﷺ کے صاع کا وزن کیا تھا؟

امام مالکؒ: عراقی حساب سے 1/3 5 رطل تھی۔ یہ میں نے خود ماپ لیا ہے۔

اسحاقؒ: اے ابوعبداللہ! آپ لوگوں کے شیخ کی مخالفت کرتے ہیں؟

امام مالکؒ: کس کی؟

اسحاقؒ: امام ابوحنیفہؒ کی۔ کیونکہ وہ ایک صاع آٹھ رطل کا بتاتے ہیں۔

امام مالکؒ یہ سن کر شدید غضبناک ہوئے اور حاضرین سے فرمایا "اے فلاں اپنے دادا کا صاع لے آ، اے فلاں جا اور اپنی دادی، نانی کا صاع حاضر کر" اس طرح بہت سے صاع جمع ہو گئے تو امام صاحبؒ نے ہر ایک سے اس کے صاع کی سند دریافت کی......تو ہر ایک نے اپنے دادا، چچا، دادی کی سند رسول اللہ ﷺ تک بیان کی، کہ وہ دور نبوت میں اسی صاع سے

صدقات ادا کیا کرتے تھے۔

امام مالکؒ نے کہا: میں نے خود اسے ماپا ہے اور اس کا وزن 3 1/5 پایا ہے۔

اسحاقؒ: اے ابو عبداللہ! کیا میں آپ کو اس سے بھی عجیب تر بات نہ بتاؤں؟ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ 8 رطل والے صاع کے حساب سے فطرانہ نصف صاع یعنی 4 رطل ہے۔

امام مالکؒ: یہ تو پہلے سے بھی عجیب بات ہے۔ ایک تو انہوں نے صاع کی مقدار میں از خود اضافہ کر دیا اور ادائیگی میں کمی کر دی۔ ہر آدمی کی طرف سے مکمل صاع ادا کرنا چاہیے۔ ہم نے اپنے شہر کے علماء کو یہی کہتے سنا ہے۔ [سنن الدار قطنی ۱/۲۲۵ ط: دہلی] (اس کی سند میں کچھ کلام ہے۔)

۳۔ بشر بن عمرؒ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالکؒ سے کہا: مجھے مد نبوی دکھائیں۔ امام مالکؒ نے ایک لڑکے کے ذریعے مد منگوایا۔ وہ لڑکا مد لے کر آیا۔ میں نے وہ مد امام مالک کو دکھا کر پوچھا: کیا وہ یہی مد ہے؟ فرمایا: ہاں یہی مد نبوی ہے، میں نے تو دور نبوت کو نہیں پایا۔ البتہ ہم اسی مد سے مد نبوی کی تعیین کرتے ہیں۔ میں نے کہا: کیا عشر و صدقات اور کفارات اسی مد کے حساب سے ادا کریں؟ فرمایا: ہاں، ہم اہل مدینہ اسی سے ادا کرتے ہیں۔ میں نے کہا: اگر کوئی شخص صدقہ فطر اور قسم کا کفارہ اس سے بڑے مد سے ادا کرنا چاہے تو؟ فرمایا: نہیں، اسے چاہیے کہ اسی مد سے ادا کرے۔ اس کے بعد مزید جود ینا چاہتا ہو ادا کرے۔ [سنن الدارقطني طبع قديم ١/ ٢٢٤]

۴۔ محدث ابو قتیبہ کہتا ہے مجھ سے امام مالکؒ نے کہا: ''ہمارا مد تمہارے مد سے افضل اور عظمت والا ہے او ہم اسی مد کو افضل سمجھتے ہیں، جسے نبی اکرم ﷺ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ تمہارا کیا خیال ہے اگر کوئی حاکم آ کر مد نبوی سے چھوٹا مد رائج کر دے تو تم کس مد سے ادا کرو گے؟ میں نے کہا: ''ہم تو مد نبوی سے ادا کریں گے۔'' امام صاحب نے فرمایا: ''تو معلوم ہوا کہ اصل معتبر شرعی پیمانہ مد نبوی ہے۔'' [صحيح بخاری كفارات باب صاع المدينة ومد النبي ﷺ وماتوارث اهل المدينة من ذلك قرنا بعد قرن ح:٦٧١٣]

۵۔ حسین بن ولید القرشی بیان کرتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ ادائیگی حج کے بعد ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ''مجھے ایک اہم مسئلہ درپیش تھا، میں نے اس کی تحقیق کی ہے اور تمہیں بھی اس سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے مدینہ منورہ جا کر صاع کے متعلق دریافت کیا تو کہنے والے نے کہا کہ ہمارا صاع رسول اللہ ﷺ کے صاع کے برابر ہے، میں نے پوچھا اس کی دلیل کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم دلیل کل پیش کر دیں گے۔ صبح ہوئی تو انصار و مہاجرین کی اولاد میں سے پچاس کے

قریب افراد جمع ہو گئے ، ہر ایک کے پاس چادر کے نیچے صاع تھا۔ ہر ایک نے اپنے اپنے والد اور گھر والوں سے نقل کرتے ہوئے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے صاع کے برابر ہے۔ میں نے موازنہ کیا تو وہ تمام صاع آپس میں برابر تھے۔ میں نے اس کی مقدار ماپ لی تو وہ 5 1/3 رطل سے کچھ ہی کم تھا۔ مجھے یہی بات قوی نظر آتی ہے۔ چنانچہ میں نے ابوحنیفہؒ کا قول ترک کر کے اہل مدینہ کا قول اختیار کر لیا ہے۔[تحفة الاحوذی ۲/ ٦ ابواب الزكاة باب في صدقة الزرع والثمر والحبوب]

٦۔ امام طحاویؒ بیان کرتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا: میں مدینہ پہنچا تو ایک با اعتماد شخص نے مجھے صاع دکھایا اور کہنے لگا کہ یہ ہے رسول اکرم ﷺ کا صاع۔ میں (ابو یوسف) نے اسے 5 1/3 رطل پایا۔ امام طحاویؒ کہتا ہے کہ ابن ابی عمرانؒ سے سنا کہ صاع دکھانے والا امام مالکؒ تھا۔[سابقہ حوالہ]

٧۔ امام علی بن المدینی کا بیان ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کا صاع مبارک ماپا تو کھجور کے حساب سے 5 1/3 رطل پایا۔[سابقہ حوالہ]

٨۔ امام احمد بن حنبلؒ کا بیان ہے کہ صاع پانچ رطل کا ہوتا ہے اور یہی ابن ابی ذئب کا صاع اور وہ رسول اللہ ﷺ کا صاع ہے۔[ابو داؤد، کتاب الطهارة ح:۹۵] پانچ رطل اور 5 1/3 میں فرق زیادہ نہیں ہے۔ بلکہ عرب میں کسر کا بیان چھوڑ دینے کا رواج بھی تھا۔

٩۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا صاع 5 1/3 رطل تھا اور اہل کوفہ کا صاع 8 رطل کا ہوتا ہے۔
[سنن الترمذي كتاب الزكاة باب ماجاء في صدقة الزرع والثمر والحبوب]

١٠۔ علامہ ابن حجر العسقلانی بیان فرماتے ہیں دور نبوت کے صاع کی مقدار 5 1/3 رطل اور مد کی مقدار 1 1/3 رطل تھی۔[فتح الباري كتاب الوضوء باب الوضوء بالمد، حديث: ۲۰۱]

١١۔ علامہ مبارکپوری فرماتے ہیں کہ صاع مدینہ (حجازی) کے مقابلے میں صاع حجاجی ہے، جسے گورنر عراق حجاج بن یوسف ثقفی نے رائج کیا۔ اس کا دوسرا نام عراقی ہے، جو 8 رطل کا ہوتا ہے۔[تحفة الاحوذي شرح الترمذي ابواب الزكاة باب صدقة الفطر]

١٢۔ شام کے عظیم سکالر ڈاکٹر وہبہ زحیلی و دیگر شارحین حدیث کے نزدیک صاع شرعی جس کا دوسرا نام صاع بغدادی بھی ہے۔ وہ 4 مد کا یعنی 5 1/3 رطل کا ہوتا ہے۔ یعنی کسی درمیانے آدمی کے چار لپ یا جدید اعشاری نظام کے مطابق

2176 گرام ہے۔ یہی رائے امام ابو یوسف، محمد الشیبانی، امام شافعی، فقہائے حجاز اور اہل الحدیث کی ہے۔ جبکہ امام ابوحنیفہ وغیرہ فقہائے عراق کے نزدیک 8 رطل ہے۔ ان کے نزدیک ایک مد 2 رطل کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے جدید اعشاری نظام میں اس صاع کا وزن 3800 گرام یا مشہور وزن کے مطابق 2751 گرام ہوتا ہے۔ [الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/۱۴۱۔۱۴۶]

۱۳۔ یوگو بلتستان کے ایک پرانے عالم دین، مدرسہ نذیریہ دہلی کے فارغ التحصیل مولانا عبدالرحیم بن محمد علی تبتی کے مد کی سند پر اپنے استاذ مولانا محمد بشیر سہسوانی کے دستخط اور آپ کی وساطت سے متصل سند کاتب وحی حضرت زید بن ثابت تک 16 واسطوں سے پہنچتی ہے۔ جس میں ہر شاگرد کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنا مد اپنے شیخ کے مد سے برابر کیا۔ اسی تسلسل کے ساتھ آخری دو راوی ابراہیم بن شنظیر اور ابوجعفر بن میمون دونوں تابعین نے اپنا اپنا مد حضرت زید بن ثابت کے مد کے ساتھ برابر کیا۔ اس سند میں کہا گیا ہے کہ یہ وہی مد ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی ''اے اللہ ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما'' [بخاری، مسلم] اور آپ ﷺ اسی مد سے وضوء اور صاع سے غسل فرماتے تھے۔

اسی سند میں مد کی دونوں طرف کا سائز بھی دیا گیا ہے کہ مخروطی طرز پر اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا حصہ کشادہ ہے۔ [تاریخ اجراء ۲۲ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ] درج ہے۔ نیز مولانا رضاء الحق بن محمد جان کریس بلتستان (ت ۱۳۶۷ھ) نے بھی سہسوانی سے ہی سنہ ۱۳۲۴ھ میں مد نبوی مع سند مذکورہ حاصل کیا تھا۔ [تذکرۂ علماء وصوفیائے بلتستان ص ۸۳ مخطوطہ]

۱۴۔ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی آف بھکر فرماتے ہیں: ''حجازی مد کی سند ہمارے پاس بھی موجود ہے، جو شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ دہلوی کے پاس موجود مد کے برابر تھا۔ [ہفت روزہ ترجمان دہلی ۲۵ فروری ۱۹۹۴] یہی مولانا احمد اللہ مولانا سہسوانی کا شیخ ہے۔ احمد اللہ صاحب قیام دہلی کے دوران اس کی نقلیں تیار کر کے اہل علم کو مع السند دیا کرتے تھے اور باقی سند حضرت زید بن ثابت تک ایک ہے۔

۱۵۔ قاری محمد انور بلغاری کی تحقیق بھی یہی ہے۔ آپ نے فقہ احوط کی روشنی میں حساب سے ثابت کیا ہے کہ ایک صاع میں 3/1 5 رطل آتا ہے۔ یہی تحقیق مفتی علی محمد ہادی کی بھی ہے۔ قاری انور صاحب کی تحقیق پر مفتی عبداللہ چھوربٹ، علامہ محمد بشیر، شیخ محمد محسن اشراقی، محمد حسن نوری وغیرہ مشہور علماء وخطبائے نوربخشیہ کی تصدیق ثبت ہے۔ [ماہنامہ نوائے صوفیہ اسلام آباد جنوری ۲۰۰۷]

شرعی دلائل وقرائن اور اہل علم کے اقوال سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ دور نبوت میں حجازی صاع 3/1 5 رطل کا ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، محدثین وائمہ دین رحمہم اللہ جمیعا نے دور نبوت والے حجازی مدنی صاع کو